فکر و نظر............ اسلام آباد جلد: ۴۹ شمارہ: ۱

تعارف و تبصرہ کتب

نام کتاب: جلوۂ دانشِ فرنگ (اقبال پر تنقیدی مضامین کا ترجمہ)

مؤلف و مترجم: عبدالرحیم قدوائی

ناشر: ایجوکیشنل بک ہاؤس، یونیورسٹی مارکیٹ، علی گڑھ، یو-پی (ہندوستان)، ۲۰۰۱ء

صفحات: ۱۵۰

قیمت: ۸۱ ہندوستانی روپے

تبصرہ نگار: سفیر اختر*

پروفیسر ڈاکٹر عبدالرحیم قدوائی کی علمی و ادبی دلچسپیوں میں انگریزی زبان و ادب کے مطالعہ وتحقیق کے ساتھ اُردو سے انگریزی اور انگریزی سے اردو ترجمہ نگاری بھی شامل ہے۔ آخر الذکر حوالے سے انہوں نے ۱۹۸۰ء کی دہائی میں سہ ماہی ''نقد و نظر'' (علی گڑھ) کے لیے اقبالیات سے متعلق چند تنقیدی مضامین اردو میں منتقل کیے تھے، وہی مضامین زیر نظر مجموعے میں یک جا کیے گئے ہیں۔ مضامین کی تفصیل یہ ہے: ●ای -ایم- فوسٹر، محمد اقبال● آر-اے-نکلسن، اسرارخودی● ہربرٹ ریڈ، قارئین اور مصنفین (اقبال کے بارے میں) ● این میری شمل (مترجم نے نام این میری شمئل لکھنا پسند کیاہے)، اقبال پر حلاج کا متصوفانہ اثر● این میری شمل، اقبال کے کلام میں شیطان کا کردار● این میری شمل، جرمنی اور اقبال● محمد اقبال، الجیلی اور نظریۂ وحدتِ مطلق ●محمد اقبال، بیدل -برگساں کی روشنی میں ●اسلوب احمد انصاری، اقبال کا تصورِ خدا ——ان ۹مضامین کے آخر میں ''مغربی زبانوں میں کلام اقبال کے تراجم اورتنقیدی مضامین کی [ایک منتخب] فہرست'' فراہم کی گئی ہے۔ دوسرے لفظوں میں چار مغربی اہل قلم کے جن چھے مضامین کے تراجم شاملِ کتاب ہیں، ان کے انگریزی متون کی اشاعتوں کی، دوسرے مضامین کے ساتھ نشان دہی کر دی گئی ہے۔ دو مضامین علامہ محمد اقبال کے رشحاتِ قلم میں سے ہیں، اور آخری مضمون جناب مترجم کے استادِ گرامی اور معروف اقبال شناس اسلوب احمد انصاری کی کاوش ہے۔

● سابق چیف ایڈیٹر، ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

مغربی دُنیا میں علامہ محمد اقبال کے فکر و فلسفہ کا ابتدائی تعارف اُس وقت ہوا جب کیمبرج یونیورسٹی کے پروفیسر آر-اے -نکلسن (م۱۹۴۵ء) نے مثنوی'' اسرارِ خودی'' کا انگریزی ترجمہ کیا، حالانکہ علامہ کا مقالۂ تحقیق (برائے ڈاکٹریٹ) *Development of Metaphysics in Persia* ۱۹۰۸ء میں لندن سے شائع ہوچکا تھا۔ مثنوی'' اسرارِ خودی'' کا ترجمہ *The Secrets of the Self* معروف ناشرِ کتب میکملن اینڈ کمپنی - لندن نے ۱۹۲۰ء میں شائع کیا تھا۔ اگرچہ اِس ترجمے میں بعض اغلاط بھی تھیں، تاہم مترجم نے علامہ محمد اقبال سے اجازتِ ترجمہ لیتے ہوئے اُن کے تصورات خودی پر خط کتابت کی تھی، اور علامہ نے اُنہیں اپنے خیالات سے تحریری طور پرآگاہ کیا تھا۔ پروفیسر نکلسن نے اپنے ترجمے کے مقدمے میں علامہ محمد اقبال کے مہیا کردہ نوٹس سے استفادہ کیا، تاہم پروفیسر نکلسن نے مثنوی کے مطالعے سے جو تاثرات قائم کیے، اُن کا بھی کُھل کر اظہار کیا۔ یوں ''اسرارخودی'' نے پروفیسر نکلسن کی شہرت اور عالمانہ بلند قامتی ، نیز علامہ محمد اقبال کی منفرد آواز کی بدولت مغرب کی دُنیائے استشراق میں توجہ حاصل کی، اور علمی و ادبی جرائد میں تبصروں کی شکل میں اِس پر بحث و نظر کا آغاز ہوگیا۔

پروفیسر نکلسن نے اپنے مقدمے میں لکھا تھا:

> اقبال نے مغربی ادب سے بھر پور استفادہ کیا ہے۔ ان کا فلسفہ بڑی حد تک نطشے اور برگساں سے مستعار ہے اور ان کا کلام ہمیں جا بجا شیلے (Shelley) کی یاد دلاتا ہے، لیکن اس کے باوجود بھی ان کی طرزِ فکر ایک مسلمان کی ہے، اور اِسی باعث اُن کا دائرۂ اثر بھی بہت زبردست ہے۔ وہ ایک پُرجوش مذہبی شخصیت ہیں، اور ایک ایسی آفاقی اور مثالی حکومتِ الٰہیہ کے آرزو مند ہیں جس کے پرچم تلے بلا امتیازِ ملک ونسل تمام مسلمان متحد ہوں۔ ان کو قومیت یا ملوکیت کے نظریات سے مطلق دلچسپی نہیں، بلکہ اُن کے بقول قومیت یا ملوکیت مسلمانوں کو اپنی منزلِ مقصود سے دور کرتی ہے اور مسلمانوں میں باہمی تفرقے کا سبب ہے، کیوں کہ یہ نظریات جذبۂ اخوت کو پامال کرتے ہیں اور باہمی جنگ و جدل کی تخم ریزی کرتے ہیں۔ وہ ایسی دُنیا کے متمنی ہیں جس میں مذہب کی سربلندی ہو اور سیاست کا کوئی مقام نہ ہو۔ وہ میکاولی کو باطل دیو تاؤں کا پجاری قرار دیتے ہیں اور بے شمار افراد کو گمراہ کرنے کے لیے اسے موردِ الزام ٹھہراتے ہیں۔ یہ نکتہ ملحوظِ خاطر رکھنا چاہیے کہ مذہب سے ان کی مراد ہمیشہ اسلام ہوتا ہے۔ غیر مسلم افراد محض کافر ہیں اور

نظری اعتبار سے جہاد عین جائز ہے، البتہ شرط یہ ہے کہ جہاد صرف اللہ کی راہ میں ہو۔ اقبال کا مقصود ایک ایسی آزاد خود مختار مسلم مملکت ہے جس کا مرجع کعبہ ہو اور اس کے رسول کی محبت کے رشتے سے تمام مسلمان منسلک اور متحد ہوں۔
--- قرآن اور محمدؐ کی جانب مراجعت کی دعوت اِس سے قبل بھی بار ہا پیش کی گئی ہے، لیکن اِس دعوت کے تئیں ردِعمل غیر تسلی بخش ہی رہا ہے، لیکن اقبال کے ہاں یہ دعوت مغربی فلسفے کی انقلابی تاثیر کی بھی حامل ہے اور اقبال کو یہ امید اور یقین ہے کہ یہ تحریک ضرور برپا ہوگی اور کامیابی سے ہم کنار ہوگی۔---اقبال یہ سمجھتے ہیں کہ خو د اثباتی اور ارتقاء کے ذریعہ مسلمان از سر نو اقتدار اور خود مختاری حاصل کر سکتے ہیں۔ --- وہ حضورؐ کے پیش کردہ اسلامی معاشرے کو مثالی معاشرہ قراردیتے ہیں۔ مردِ کامل کے مقام پر فائز ہونے کی جدوجہد کے ذریعہ ہر مسلمان فرد حکومتِ الٰہیہ کے قیام میں معین ہوتا ہے۔ (''جلوۂ دانش فرنگ'' ، صفحات ۱۴-۱۶)

پروفیسر نکلسن نے اپنے مقدمے کے آخر میں لکھا ہے:
منظر عام پر آتے ہی '' اسرارِ خودی'' نے ہندوستانی مسلمانوں کی نوجوانوں نسل کو مسحور اور مسخر کر کے رکھ دیا ۔ ایک نوجوان نے لکھا ہے: ''اقبال ہمارے درمیان مسیحا کے طور پر نمودار ہوے ہیں اور انہوں نے تن مردہ میں زندگی پھونک دی ہے۔'' یہ دیکھنا باقی ہے کہ یہ بیدار افراد کس سمت میں پیش رفت کرتے ہیں۔
--- ہم اُن کے افکار کو ان کے ہم مذہب افراد کے کسی مخصوص طبقے کے نظریات نہیں قرار دے سکتے، اُن کے افکار مسلم ذہن میں انقلابی تبدیلی کے مرادف ہیں اور اُن کے افکار کی قدر و قیمت کے ضمن میں یہ امر ہرگز مانع نہیں کہ مذکورہ تبدیلی کا مستقبل میں واقع ہونے کا کوئی امکان نہیں۔ (''جلوۂ دانشِ فرنگ''، صفحات ۲۲- ۲۳)

''اسرار خودی'' کے انگریزی ترجمے پر جن اہم اہل علم نے قلم اٹھایا، ان میں برطانیہ کے ای-ایم - فوسٹر (م۱۹۷۰ء) اور پروفیسر ڈکنسن (م۱۹۳۲ء) جو کیمبرج یونیورسٹی کے پروفیسر تھے، اور امریکہ کے ہربرٹ ریڈ شامل تھے۔ اول الذکر دو کے تبصروں کا برصغیر میں بھی چرچا رہا (دارالمصنفین -اعظم گڑھ کے ماہنامہ'' معارف'' نے اسی دور میں ان کے تراجم شائع کر دیے تھے۔) یہ تبصرے خود علامہ محمد اقبال کی نظر سے بھی گزر ے تھے۔ پروفیسر نکلسن کی طرح فوسٹر نے بھی اقبال کے ''انسانِ کامل'' کو نطشے کے سوپرمین کا چربہ قرار دیا تھا، چنانچہ علامہ محمد اقبال نے پروفیسر نکلسن کو ایک طویل خط لکھا جس میں

بے جا اٹھائے گئے اور غلط فہمی پر مبنی اعتراضات کی وضاحت کی تھی۔ (یہ خط علامہ محمد اقبال کی غیر مدون تحریروں کے مختلف مجموعوں میں شامل ہے۔ اس کا اردو ترجمہ ماہنامہ ''معارف'' کے شمارہ بابت اکتوبر ۱۹۲۱ء میں شائع ہوا تھا۔ بعد میں اس کا دوسرا ترجمہ بطور مضمون ''فلسفۂ سخت کوشی'' کے عنوان سے ماہنامہ ''نیرنگ خیال'' کے اقبال نمبر بابت ۱۹۳۲ء میں شائع ہوا، اور وہیں سے علامہ اقبال کے ایک اہم مجموعۂ مکتوبات''اقبال نامہ'' لاہور: شیخ محمد اشرف، س ۔ ن کے مرتب شیخ عطاء اللہ نے اسے اٹھایا تھا۔ اس کا ایک اور ترجمہ ڈاکٹر محمد ریاض نے 'فلسفہ اسرار خودی کے اساسی مباحث' کے نام سے مہیّا کیا ہے۔ (آخرالذکر ترجمے کے لیے دیکھیے: علامہ اقبال کی بعض انگریزی تحریروں کے ترجمے پر مشتمل تالیف '' افکارِ اقبال''، لاہور: مکتبہ تعمیرانسا نیت، ۱۹۹۰ء، صفحات ۱۱۹- ۱۲۴)

''اسرار خودی'' کے ترجمے پر تبصروں اور علامہ محمد اقبال کے مکتوب بنام پروفیسر نکلسن کا تذکرہ اِس لیے کیا گیا ہے کہ اس میں علامہ محمد اقبال نے ''انسانِ کامل '' کے تصور کے ماخذ کے حوالے سے اپنی ایک تحریر The Doctrine of Absolute Unity as Expounded by Abdul Karim al-Jili کا ذکر کیا ہے: ''میں نے تصوف کے مسئلۂ انسانِ کامل' پر کچھ اوپر بیس سال ہوے لکھا تھا، جب کہ نطشے کی بھنک بھی میرے کان میں نہ پڑی تھی۔ یہ مضمون اس زمانے میں رسالہ 'انڈین انٹی کوئری' *(Indian Antiquary)* میں شائع ہوا تھا، اور اِس کے بعد ۱۹۰۸ء میں میرے انگریزی رسالہ 'فلسفہ عجم' میں منظّم ہو کر نکلا تھا۔''

ڈاکٹر عبد الرحیم قدوائی نے ایک طرف ''اسرار خودی'' پر پروفیسر نکلسن کی تحریر اور ہربرٹ ریڈ کے تبصرے کے ترجمے فراہم کیے ہیں، دوسری طرف علامہ محمداقبال کے مذکورہ مقالے کا ترجمہ ''جلوۂ دانش فرنگ'' میں کیا ہے، البتہ ''اسرارِ خودی'' سے متعلق فوسٹر کی تحریر کے بجاے اُنھوں نے فوسٹر کی نسبتاً ایک دوسری مختصر تحریر کا ترجمہ شامل کرنا مناسب خیال کیا ہے جو ۱۹۴۶ء میں لکھی گئی تھی۔

ہربرٹ ریڈ نے اپنے معاصر برطانوی قلم کاروں کی طرح ''اسرارِ خودی'' کے پیغام کو نہ خوف کی نظر سے دیکھا، اور نہ اس پر کسی شک و شبہ کا اظہار کیا۔ اِس کے برعکس ریڈ نے امریکی شاعر والٹ وہٹ مین (م۱۸۹۲ء) کے نظریۂ شعر (کہ ''عظیم ادبی فن پارے کسی طرح بھی جمالیاتی اعتبار سے ناقص نہیں ہو سکتے، اِن میں پنہاں قوتِ فکر انہیں ایک طرز کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔) کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے: ''اس نظریے کا اطلاق میرے خیال میں تمام معاصر شعراء میں صرف ایک ایسے شاعر پر موزوں ہے جو ہمارا ہم وطن ہے نہ ہم مذہب، صرف یہی شاعر اس کسوٹی پر پورا اترتا ہے۔ میری

مراد اقبال سے ہے جن کی نظم 'اسرار خودی' کا ڈاکٹر رینالڈ نکلسن نے حال ہی میں اصل فارسی سے ترجمہ کیا ہے ۔ --- آج جبکہ ہمارے مقامی متشاعر حضرات کیٹس کی زمین میں بلبوں اور پرندوں کے موضوعات پر تضمینیں تحریر کرنے میں مصروف ہیں، لاہور میں ایک ایسی نظم شائع ہوئی ہے جس کے متعلق یہ مشہور ہے کہ اِس نے نوجوان ہندی مسلمانوں کو بالکل مسحور کر کے رکھ دیا ہے۔'' ('' جلوۂ دانش فرنگ''، ص ۲۷)

ہربرٹ ریڈ نے اپنے تبصرے کے آخر میں والٹ وہٹ مین اور نطشے کے افکار کا فکرِ اقبال سے موازنہ کیا ہے:

> زندگی جہادِ آزادی ہے اور جہاد کا طریقۂ کار انا کی تربیت ہے۔ --- ہر فلسفے اور ہر مذہب میں تکمیلِ انا کا یہ نظریہ ملتا ہے۔ انسان نفسیاتی اعتبار سے کسی ایسی الوہیت کو قبول نہیں کر سکتا جو خود اس کی ذات میں آشکار نہ ہو۔ یہ ایک مادی حقیقت بھی ہے۔ وہٹ مین یا نطشے کے بالمقابل اقبال کے ہاں اِس حقیقت کا واضح تر ادراک پایا جاتا ہے۔ ('' جلوۂ دانشِ فرنگ''، ص ۲۹)

پروفیسر نکلسن کی علمی روایت کے برطانوی جانشینوں میں سب سے نمایاں نام پروفیسر اے -جے - آربری(م۱۹۶۹ء) کا ہے، اُنہوں نے بھی اقبالیات کی تفہیم و تعارف اور ترجمے کی خدمت انجام دی، تاہم اُن کی نوجوان معاصر جرمن خاتون این میری شمل اقبال شناسی میں سب سے بازی لے گئی۔ وہ علامہ محمداقبال کی زبردست مداح محقق تھیں۔ وطن عزیز کے ایک استاذِ ادب نے تو ان کے حینِ حیات یہاں تک لکھ دیا تھا کہ ''این میری شمل کو مشرقی زبانوں، اسلام اور تصوف سے جو والہانہ شغف ہے، اسے دیکھتے ہوئے کبھی کبھی تو یوں محسوس ہوتا ہے، گویا موصوفہ پہلے جنم میں مسلمان ہوں گی، اور یہیں کہیں لاہور کے اردگرد جنم لیا ہوگا۔ وہ عربی، فارسی، ترکی اور اردو کے ساتھ ساتھ پاکستان کی علاقائی زبانوں جیسے پنجابی اور سندھی پر بھی دستگاہ رکھتی ہیں، اس وقت شاید ہی کوئی ایسا مستشرق ہو جو ایک ہی سانس میں اقبال، رومی، حافظ، سچل سرمست اور سلطان باہو کا نام لے سکتا ہو۔ اسلامی ادبیات اور تصوف کے ساتھ ساتھ اقبال کو مغربی دُنیاسے روشناس کرانے میں تنہا ڈاکٹر شمل نے جو کردار ادا کیا، وہ تعداد اور معیار کے لحاظ سے بڑے بڑے علمی اداروں پر بھاری ہے۔'' (سلیم اختر،'' اقبال: ممدوح عالم''، لاہور: بزم اقبال ، ۱۹۷۸ء ، صفحات ۶۶-۶۷)

جناب عبدالرحیم قدوائی نے این میری شمل کی تین تحریروں کے تراجم پیش کیے ہیں۔ ''اقبال پر حلاّج کا متصوفانہ اثر'' میں شمل نے یہ واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ علامہ محمد اقبال نے ۱۹۰۶ء میں حلاّج کے متصوفانہ افکار کی مذمّت کی ، مگر خطبات ــــ ''تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ'' کی تالیف (۱۹۲۷ء)اور''جاوید نامہ'' کی تخلیق (اولیں اشاعت:۱۹۳۲ء) تک آتے آتے مذمّت کا رنگ ختم ہوگیا، بلکہ اعتراف کا رنگ نمایاں ہوگیا۔(گو اقبال حلاج کے نظریات سے پوری طرح متفق نہ ہو سکے تھے۔) دوسرے مضمون ''اقبال کے کلام میں شیطان کا کردار'' میں بھی حلاج کے افکار کی بازگشت سنائی دیتی ہے، تاہم مضمون میں سوچ کا محور یہ ہے کہ ''کلام اقبال میں شیطان سے متعلق متعدد اور مختلف عیسائی اور اسلامی تصورات ایک دلکش وحدت میں سمو دیے گئے ہیں'' (ص۴۹)۔ تیسری تحریر'' جرمنی اور اقبال'' میں بتایا گیا ہے کہ ''جرمن علماء و فضلاء اِس ہندی مسلم شاعر سے پہلی بار آر - اے- نکلسن کے مقالے کے ذریعہ متعارف ہوے [تھے]۔'پیام مشرق' پر نکلسن کا یہ مقالہ لیپزگ سے شائع ہونے والے جریدے *Islamica*(۱۹۲۵ء) کے پہلے شمارے میں طبع ہوا تھا'' (ص۵۵)۔ ۱۹۲۵ء سے زیر بحث مقالے کے زمانۂ تحریر تک جرمن اہلِ قلم نے علامہ محمد اقبال کے فکر و دانش کے تعارف و تنقید کے لیے جو کچھ لکھا، اِس کا بالاختصار ذکر کیا گیا ہے۔

''جلوۂ دانش فرنگ'' کی ورق گردانی کے دوران میں بار بار یہ احساس ہوا کہ ہندوستان اور پاکستان کے درمیان تعلقات کی جو کیفیت ہے، اس کے نتیجے میں دونوں ملکوں کے اہلِ علم ایک دوسرے کے ہاں ہونے والی علمی و تحقیقی پیش رفت سے بالعموم واقف نہیں۔ پروفیسر عبدالرحیم قدوائی نے مغربی اہلِ علم، اور خود علامہ محمد اقبال کی جن تحریروں کو اُردو قارئین سے متعارف کرانے کے لیے منتخب کیا، ان میں سے اکثر انھی عنوانات، یا معمولی فرق کے ساتھ پاکستان میں بھی ترجمہ کی جا چکی ہیں۔ ہماری محدود معلومات کے مطابق ان تحریروں کے پاکستان میں کیے گئے ترجم کی تفصیل یہ ہے:

۱- ای -ایم -فوسٹر، [تحریر] محمد اقبال

● (مترجمہ فضل ؐ من اللہ)، ماہنامہ ''سیّارہ'' (لاہور)، اپریل ۱۹۶۶ء، [مکرر اشاعت]، ''اقبال شناسی اور سیّارہ''(مرتبہ جعفر بلوچ)، لاہور: بزم اقبال، ۱۹۸۹ء، صفحات ۲۲۴-۲۲۹

●(مترجمہ سلیم اختر)، ''اقبال : ممدوح عالم'' (مرتبہ سلیم اختر)، لاہور: بزم اقبال، ۱۹۷۸ء، صفحات ۱۴۶-۱۵۱۔

۲- آر - اے -نکلسن ، اسرار خودی

●(مترجمہ رئیس زیدی)، ’’اقبال: ممدوح عالم‘‘، حوالہ مذکورہ، صفحات ۷۵ -۸۹

●(مترجمہ یوسف عزیز)، ’’اقبال اور لذتِ پیکار‘‘(مرتبہ حق نواز)، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان،۱۹۸۴ء، صفحات۱۷۳-۱۸۶

۳- ہر برٹ ریڈ، قارئین اور مصنفین

●(مترجمہ چوہدری محمد حسین)، ’’آئینہ اقبال‘‘، لاہور: آئینہ ادب، ۱۹۶۷ء

●(مترجمہ سلیم اختر)، ’’اقبال : ممدوح عالم‘‘، حوالہ مذکورہ، صفحات ۱۱۱- ۱۲۰

۴- این میری شمل ، اقبال پر حلّاج کا متصوفانہ اثر

●(مترجمہ سلیم اختر)، ’’اقبال : ممدوح عالم‘‘ ، حوالہ مذکورہ، صفحات ۱۷۱ - ۱۹۲

● (مترجمہ ناشناس)، اقبال شناسی اور’’افشاں‘‘(مرتبہ بیدار ملک)،لاہور:بزمِ اقبال، ۱۹۸۸ء، صفحات۳۵-۴۴

علامہ محمد اقبال کے جن دو مقالات کا ترجمہ ’’جلوۂ دانشِ فرنگ‘‘ میں فراہم کیا گیاہے، اِن کی کیفیت یہ ہے کہ ’’الجیلی اور نظریۂ وحدتِ مطلق‘‘ کا ترجمہ ڈاکٹر محمد ریاض مرحوم نے کیا تھا جو ’’شیخ عبدالکریم الجیلی کا نظریۂ توحید مطلق‘‘ کے زیرعنوان علامہ محمد اقبال کی بعض دوسری انگریزی تحریروں کے ترجمے کے ساتھ ’’افکارِ اقبال‘‘میں شامل ہے۔ ’’بیدل: برگساں کی روشنی میں‘‘ کا اصل انگریزی متن پروفیسر ڈاکٹر تحسین فراقی نے پہلی بار ایڈٹ کیا جو سہ ماہی ’’اقبال ریویو‘‘ (لاہور) کے شمارہ بابت اکتوبر- دسمبر ۱۹۸۶ء میں شائع ہوا تھا، بعد میں خود اُنہوں نے اسے اُردو میں منتقل کردیا تھا جو اُن کے مرتبہ انگریزی متن کے ساتھ’’مطالعۂ بیدل: فکرِ برگساں کی روشنی میں‘‘ کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ (علامہ محمد اقبال کے مسودے کے عکس، اس کی قراء ت، مرتب کے انگریزی مقدمے، نیز اِن ہر دو کے اردو تراجم کے لیے دیکھیے: ’’مطالعۂ بیدل: فکربرگساں کی روشنی میں‘‘ ،لاہور: یونیورسل بُکس، نومبر ۱۹۸۸ء)۔ اِس مضمون کا دوسرا ترجمہ ڈاکٹر محمد ریاض نے کیا جو اُن کی مذکورہ بالا کتاب ’’افکارِ اقبال‘‘ میں شامل ہے۔

پاکستان میں اقبال شناسی کے حوالے سے ہونے والی اشاعتی سرگرمیوں سے جب سرحد پار ناواقفیت کا یہ عالم ہے تو ہندوستان کے پس منظر میں پروفیسر عبدالرحیم قدوائی کی مترجمہ نگارشات کی افادیت اپنے طور پر موجود تھی، اُمید ہے کہ ''جلوۂ دانش فرنگ'' کی صورت میں ان کی حالیہ اشاعت سے وطنِ عزیز کے قارئینِ اقبالیات بھی استفادہ کریں گے۔

''جلوۂ دانش فرنگ'' سفید کاغذ پر مناسب جلد کے ساتھ شائع ہوئی ہے، مگر پروف خوانی میں زیادہ احتیاط اور اہتمام نہیں کیا جاسکا، کتابت کی عمومی اغلاط کے ساتھ علامہ محمد اقبال کے متعدد اشعار، اور بالخصوص فارسی اشعار صحیح طور پر نہیں لکھے جا سکے۔ ''قرامطہ یاقرمطیوں'' کو ''کرامتیوں'' درج کیا گیا ہے۔(ص ۳۱)۔ بوعلی رودباری کو ''علی ضبری'' اور ''کتاب الطّواسین'' کے شارح روز بہان بقلی کو بہ تکرار ''رزبحان'' اور ''رزبحان باقلی'' پڑھا گیا ہے(ص ۳۸، ص ۴۳، ص ۵۰)۔ امید ہے کہ آیندہ اشاعت میں کتابت کی اغلاط درست کردی جائیں گی اور ''جلوۂ دانش فرنگ'' کی جلوہ طرازیوں میں مزید نکھار پیدا ہوجائے گا۔